شذرات

خدا کے فضل سے ہمارے مبلغین عین وقت پر اُن علاقہ جات میں پہنچکر کام شروع کر چکے ہیں جن میں مسلمانوں کے ارتداد کا خطرہ ہے۔ آگرہ کے علاقہ سے مولوی عبدالحق ودیارتھی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ یہاں آکر یہ معلوم ہونے پر بڑی حیرانی ہوئی۔ کہ پنجاب خصوصاً لاہور امرتسر میں تو اس سانحہ ہوش ربا کا اسقدر غلغلہ بلند تھا۔ مگر یہاں کے اکثر مسلمان اس امر سے بالکل بے خبر ہیں۔ مسلمانوں کے قومی اخبار آگرہ کے ایڈیٹر صاحب تک کو اس کی خبر نہیں۔ آخر تلاش کرنے پر ایک صاحب مل گئے۔ جن سے مندرجہ ذیل حالات معلوم ہوئے۔ کہ وہ قوم جس کے مرتد ہو جانے کا خطرہ ہے۔ اسکا نام ملکانہ ہے۔ جن کو اس علاقہ کے دیگر مسلمان حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں۔ اور علماء اسلام کی بے توجہی اور عام مسلمانوں کی جہالت کے باعث ان کا تعلق اسلام سے برائے نام رہ گیا ہے۔ ہندوانہ رسوم کو اختیار کرتے کرتے مسلمانوں کو ذلیل سمجھنے لگے ہیں۔ اس سے پہلے یہ لوگ مسلمانوں کے ساتھ کھاتے پیتے تھے۔ اور ان کی مستورات مسلمانوں کے گھروں میں رضاعت کا کام کرتی تھیں۔ مگر اب وہ مسلمانوں سے اسقدر متنفر ہو چکے ہیں۔ کہ نہ مسلمانوں کی برتنوں کو چھوتے ہیں اور نہ ان کی عورتیں رضاعت کا کام کرنے پر رضامند ہیں۔ یہ قوم تمام صوبہ متحدہ میں پھیلی ہوئی ہے۔ کھشتری مہا سبھا کا جو اجلاس آگرہ میں ہوا تھا۔ اور جو ریزولیوشن اس قوم کی شدھی کے متعلق پاس ہوا تھا۔ وہ ہندی اخبار راجپوت میں شائع ہو چکا ہے ہندوؤں کا ان کو شدھ کرنا ایک پولٹیکل چال ہے۔ ورنہ سناتن دھرمی اس شدھی کے مسئلہ میں اتنی جلدی آریوں کے ہتھے نہ چڑھ سکتے تھے۔ اس شدھی سبھا کا جال سارے صوبہ بھر میں پھیلا ہوا ہے۔ اور باقاعدہ نظام ہے۔ جسکی پشت پر ساری ہندو قوم ہے۔ اور یہ لوگ نہ صرف جاہل اور ان پڑھ ملکانوں کو اپنا شکار بنانے کی کوشش میں ہیں۔ بلکہ تعلیم یافتہ راجپوتوں پر بھی اپنے ڈورے ڈال رہے ہیں۔ یہاں تبلیغ کے لئے جوگی کی پھیری کافی نہیں۔ اور نہ یہاں ہندو بحث مباحثہ کی طرف آئے ہیں۔ سوائے شہریوں کے۔ بلکہ یہاں مستقل قیام کی ضرورت ہے۔ اور انفرادی طور پر ان اقوام کے لوگوں سے ملکر انہیں ایک نظام میں منسلک کیا جائے۔ ان کی دینی تعلیم و دیگر ضروریات کا کچھ انتظام کیا جائے۔ ہندی زبان میں اسلامی ٹریکٹ شائع کئے جائیں۔ چونکہ ان کے پڑوس میں ہندو خوشحال ہیں۔ اور ان کا خیال ان کو مرتد کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اس لئے عارضی طور پر یہاں وعظ کر کے پھر انہیں اپنے حال پر چھوڑ دینا اپنے روپیہ اور وقت کا ضائع کرنا ہے۔ اس لئے جہاں ½۴ لاکھ مسلمانوں کے ارتداد کا مسئلہ نہایت اہم ہے۔ ویسا ہی اہم ان کو بچانے کے لئے فراہمی روپیہ اور اس کے مناسب جگہ استعمال کا انتظام بھی ضروری ہے۔ خدا کا خاص فضل ہے۔ کہ جہانتک معلوم ہو سکا ہے۔ ابھی تک ان کا کوئی حصہ مرتد نہیں ہوا۔ لیکن اس میں ذرا بھی شک نہیں۔ کہ ایسی قوم کو جو کفر کے خطرناک گڑھے کے کنارہ پر کھڑی ہے۔ وہاں سے کھینچکر محفوظ جگہ پہنچانا ہمارا فرض ہے۔ اس میں ذرا بھی شبہ نہیں۔ کہ اسکام کے لئے بہت سے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ اب مسلمانوں کو پہلے اس بات کا فیصلہ کرنا چاہیئے۔ کہ آیا ½۴ لاکھ مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے کفر کے گڑھے میں گرنے دینا بہتر ہے۔ یا اپنی جانوں اور مالوں کو اس وقت قربان کر کے ان کو اور ان کی آیندہ نسلوں کو کفر سے بچانا بہتر ہے۔ کسقدر یہ بات معلوم کر کے دکھ ہوتا ہے۔ کہ وہ مذہب جس میں کسی شودر کا سایہ تک برہمن اپنے اوپر آنے دینا گناہ عظیم سمجھتا ہے۔ وہ مذہب تو نہ صرف شودروں کو ہی بلکہ مسلمانوں تک کو اپنے ساتھ ملانے اور انکے ساتھ کھانے پینے کو تیار رہے۔ اور اس کے لئے ہر طرح کی قربانی کر رہا ہے۔ لیکن وہ مذہب جسکا پہلا اصول ہی بنی نوع کو ایک برادری اور ایک مقام پر کھڑا کر دینے کا ہے۔ اس کے پیرو اپنی غفلت اور سہل انگاری سے اپنے بھائیوں کو ہی اپنے سے علیحدہ کر رہے ہیں۔ ان ½۴ لاکھ مسلمانوں کا ارتداد نہ صرف باقی مسلمانوں کے لئے ماتم کا باعث ہوگا۔ بلکہ یہ دیگر مسلمان اقوام کے ارتداد کے لئے بھی دروازہ کھول دیگا۔ جس سے ہندوستان میں مسلمانوں کی ہستی ہی معرض خطر میں پڑ جائے گی۔ پس اگر مسلمانوں نے ہندوستان میں باعزت ہو کر رہنا ہے۔ تو وہ اپنی جاہل بھائیوں کی جہالت دور کرنے کے لئے مالوں اور جانوں کی قربانی سے دریغ نہ کریں۔ ورنہ بعد ازاں دست تاسف ملنے کے سوا چارہ نہ ہوگا۔ اسوقت جملہ مسلمانوں کو اندرونی اختلافات ایک طرف رکھکر ان بھائیوں کو بچانے کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔